ہمدردی خلق شفقت علی الناس

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۸؍جنوری ۲۰۰۰ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، انگلستان)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑨ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑩ (الدھر: ۹-۱۰)

پھر ان آیات کا یوں ترجمہ فرمایا:

اور وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم ہرگز نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

اس تعلق میں کچھ احادیث نبوی پیش کر رہا ہوں جن سے غریبوں کی ہمدردی اور غریبوں کی حاجت روائی کے متعلق روشنی پڑتی ہے اور آنحضور ﷺ کے الفاظ میں بہت زیادہ برکت ہے۔ ان الفاظ کی برکت سے دلوں میں غیر معمولی طور پر تحریک پیدا ہوتی ہے۔

مسلم کتاب البر سے یہ روایت ہے۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ سالم نے انہیں بتایا کہ ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب

تحریم الظلم ،صحیح بخاری کتاب المظالم والادب باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ)

پس اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بہترین نسخہ ہے کہ خدا کے بندوں کی حاجت روائی میں مصروف رہیں۔اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں جس میں آپ بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہوں آپ کی حاجت روائی فرماتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث مسلم کتاب الذکر سے لی گئی ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور کرب کو دور کیا،اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دُور کر دے گا۔(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

اس حدیث میں تو لفظ مسلمان ہے لیکن اسلام کی عمومی تعلیم یہی ہے کہ جہاں بھی دکھ ہوا سے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دکھوں کو دور کرنے والوں کے دکھ دور فرما دیا کرتا ہے پس اگلی حدیث میں یہاں مسلمان کا لفظ نہیں بلکہ عمومی لفظ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد پر کمر بستہ رہتا ہے۔(مسند احمد بن حنبل کتاب باقی مسند المکثرین من الصحابہ باب مسند ابی ھریرۃؓ،حدیث نمبر 7601)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم !مَیں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی تھی۔وہ کہے گا تو رب العالمین ہے مَیں تیری عیادت کس طرح کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تُو نے اس کی عیادت نہیں کی؟ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟ اے ابن آدم !مَیں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تُو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔وہ کہے گا اے میرے رب! تو تو ربّ العالمین ہے،تمام جہانوں کو کھانا کھلانے والا ہے،مَیں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تُو نے اُسے کھانا نہیں کھلایا تھا؟ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اسے کھانا کھلاتا تو گویا تُو نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہوتا۔پھر فرمایا اے ابن آدم !مَیں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تُو نے مجھے پانی نہ

پلایا۔ وہ کہے گا اے میرے ربّ! تو ربّ العالمین ہے، مَیں تجھے کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ تُو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تو اُسے پانی پلاتا تو گویا تُو نے یہ پانی مجھے ہی پلایا ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب البرّ والصِّلة باب فضل عیادة المریض)

یہ بہت ہی پر معرفت کلام ہے اور اللہ کو کھانا کھلانا، پانی پلانا تو بندے کے لئے ممکن نہیں مگر اللہ کے بندوں کی جب انسان حاجت روائی کرتا ہے اور ان کی خدمت میں مستعد ہوتا ہے تو گویا اس نے اپنے ربّ کی خدمت کی۔

چنانچہ ایک اور حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اللہ اس پر اپنا دامنِ (رحمت) پھیلا دے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اوّل کمزوروں پر رحم کرنا، دوسرے والدین سے محبت وشفقت کرنا، تیسرے خادموں اور نوکروں سے احسان کا سلوک کرنا۔ (سنن ترمذی کتاب صفة القیامة باب منہ)

ترمذی کتاب الجہاد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو کیونکہ ضرور تم اپنے کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے یہ رزق دیئے جاتے ہو اور مدد پاتے ہو۔ (ترمذی کتاب الجہاد باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

یہ ایسی بات ہے جو عموماً انسان نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ غرباء ہی ہیں جو امیروں کے رزق کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہر پہلو سے دیکھ لیں جب تک غرباء کی خدمت نہ ہو اس وقت تک امیروں کو روپیہ کمانے کا کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ پس غریبوں کی محنت کی کمائی ہی تم امیر لوگ کھاتے ہو اور بھول جاتے ہو۔ اگر غریبوں کو ضرورت پڑتی ہے تو ان سے منہ پھیر لیتے ہو۔ بہت بڑا ظلم ہے۔ پس اپنے غریبوں کی خدمت کرو کیونکہ انہیں کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جا رہا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں‘‘۔ اللہ کے تو بچے کوئی نہیں مگر مخلوقات اللہ کی عیال ہیں یہ ایک بہت ہی پیارا جملہ ہے اس پہلو سے کہ جس طرح آپ لوگ اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اسی طرح اللہ بھی آپ سے پیار کرتا ہے۔ ’’پس اللہ تعالیٰ کو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پیارا وہ

ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے‘‘۔(مسند الشاشی جزء ا صفحہ:۴۱۹ ،حدیث نمبر 435،مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہواور اس پر احسان کیا جاتا ہو۔اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہواور اس سے بدسلوکی کی جاتی ہو۔(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں اپنے دل کی سختیوں کی شکایت کی ۔آپؐ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلا اور کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ۔(مسند احمد بن حنبل، کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند ابوھریرۃؓ، حدیث نمبر 7260)

پس دوسروں کی ہمدردی کرنے والے کا دل از خود ہی نرم ہو جاتا ہے۔اس کی کمزوریاں اس کو دکھائی دیتی ہیں۔اس کی غربت اس کے دل پر اثر کرتی ہے۔پس ہمیشہ غریبوں کی خدمت سے انسان کی اپنی خدمت ہوتی ہے اور اس کی دل کی ہر قسم کی سختیوں کو اللہ دور فرما دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مساکین کو محبوب رکھتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھتے ،ان سے گفتگو فرماتے۔وہ آپ سے باتیں کرتے۔آنحضور ﷺ آپؓ کو ابوالمساکین کی کنیت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مجالسۃ الفقراء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے قیامت کے روز زمرۂ مساکین میں اٹھانا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ کیوں یارسول اللہ ﷺ؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے ۔اے عائشہ! کسی مسکین کو نہ دھتکارنا خواہ تجھے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔اے عائشہ! مساکین کو اپنا محبوب رکھنا اور انہیں اپنے قرب سے نوازنا،خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قرب سے نوازے گا۔

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم)

یہاں چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے اور بعض دوسری روایات میں سینکڑوں سال پہلے جنت میں داخل ہونے کا بھی ذکر ہے۔ تو یہ محاورے ہیں چالیس ہوں یا سینکڑوں ہوں جو بھی معنی ہوں مراد یہ ہے کہ غریبوں کی بخشش جلد ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان سے حسن سلوک فرمائے گا۔ یہ طبعی بات ہے۔ جب آنحضور ﷺ کا دل غریبوں کے ساتھ ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کی برکت ہی سے غریبوں کی بخشش پہلے ہوگی۔

یہ چند اقتباسات احادیث کے مَیں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں کیونکہ عیدوں کے موقع پر خاص طور پر اس بات کی یاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے اور مَیں ہمیشہ یاددہانی کرواتا رہتا ہوں کہ اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس اور مفلوک الحال لوگوں کی عید بنائیں تب آپ عید منا سکیں گے۔ جب ان کی عید بنائیں گے تو آپ کی عید بھی اللہ بنا دے گا اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، بہت گہرے راز پوشیدہ ہیں اور اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اب یہ عادت راسخ ہوتی جارہی ہے کہ عید کے موقع پر وہ اپنے غریب بھائیوں کی غیر معمولی طور پر مدد کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے؟ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا، اگر تم کوئی برا کام کروگی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگذر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ

اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ حسنِ سلوک ہے خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے''

یہ لفظ چِڑ بندے کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ بندے چڑتے ہیں تو ان کے چڑنے کا مضمون اور ہے۔ جب اللہ کے متعلق چِڑ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے مگر بندوں کو سمجھانے کے لئے بندوں کی اصطلاحیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔

پس فرمایا:

''خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سردمہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۵۔۲۱۶)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

''غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس

خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔‘‘

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹)

پھر فرماتے ہیں:

’’پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اُس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

اب تو سو کوس کا محاورہ جو ہے وہ ہزاروں کوس میں بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو پاکستان میں دکھ اٹھا رہے ہیں۔ ان کے بھائی امریکہ یا کینیڈا یا جرمنی وغیرہ میں یا انگلستان میں موجود ہوں۔ اگر ہزاروں کوس کے فاصلہ پر وہ ان کی ہمدردی نہیں کرتے اور ان بھوکوں کی خبر گیری نہیں کرتے تو گویا انہوں نے اسلام کے ایک بنیادی اصول کو نظر انداز کر دیا۔ پس اپنے بھائیوں کو خواہ وہ ہزاروں کوس کے فاصلے پر ہوں ہمیشہ ہمدردی کی نظر سے دیکھو اور جو خدمت بھی خدا تمہیں توفیق دے ان کی کرتے رہا کرو۔

پھر فرماتے ہیں:

’’غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔

جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۶)

اس سے پہلے بھی یہ ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ چھوٹے کی جب تم خدمت کرو تو وہ اگر شکریہ بھی ادا کرے تو شکریہ بھی قبول نہ کرو اور کہہ دیا کرو کہ ہم تو اللہ کی رضا کی خاطر یہ کرتے ہیں۔ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ہم تو تم سے کسی قسم کی جزا اور کوئی بھی شکریہ نہیں چاہتے۔ پس اصل خدمت وہی ہے جو خدا کی رضا کی خاطر ہو اور بندوں کے شکریہ کا اس خدمت سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ شکریہ ادا کریں تو احسان کرنے والا شرمندہ ہوتا ہے اور ان الفاظ میں اس کو توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی خاطر مَیں نے یہ کام کیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

’’خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے۔ اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علی خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے‘‘۔

پس امیری زہر تو ہے مگر ان لوگوں کے لئے نہیں جو خلق اللہ پہ شفقت کرتے ہیں۔ تو ان کی شفقت علی خلق اللہ ان کی امیری کا تریاق ہو جاتی ہے۔

’’لیکن اگر وہ اس کی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور ساتھ کنواں بھی ہو لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول

انسان ہوتو وہ محض اس خیال سے کہ اس کو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی اس نیکی سے محروم رہ جائے گا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہنچا؟ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنا اثر کرلیا ہے اور وہ ہلاک کر دے گی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تموّل پر رشک نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم، تکبر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے، اتلافِ حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائے گا کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۳۹)

آج کل کے غرباء کی ایک بڑی بھاری تعداد یہاں مراد نہیں ہے کیونکہ آج کل کے غرباء تو بڑوں پر حسد بھی کرتے ہیں، ان کو کئی قسم کے مظالم کا نشانہ بھی بناتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں جن کے ہاتھ سے دوسروں کی عزتوں پہ کھیلا جاتا ہے۔ پس اس لئے یہاں دل کی غربت زیادہ تر مراد ہے۔ غریب ہو مگر وہ جس کو دل کی غریبی نصیب ہوئی ہو۔ وہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے اور وہ باقیوں سے پہلے بخشش کا حقدار سمجھا جائے گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السّلام علیکم کہے تو اسے مخاطب کرنا اور وعلیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے“۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۸۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو ہر سلام کرنے والے کو **وعلیکم السّلام** کہا کرتے تھے یہاں تک کہ غیروں سے بھی آپؐ کا یہی سلوک تھا۔ یعنی واقعۃً اگر کوئی یہودی بھی آپؐ کو **السلام علیکم** کہتا تھا تو آپؐ **وعلیکم السلام** کہا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ سواری پر جا رہے

تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں رستہ میں ایک یہودی نے زبان کو چکر دے کر **السلام** کی بجائے **السّام علیکم** کہا جس کا مطلب ہے تجھ پر ہلاکت ہو۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’**علیکم**‘‘۔ اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ نہ سنا کہ ’’و‘‘ چھوڑ دیا ہے اور تم پر بھی نہیں کہا، تم پر ہو کہا۔ پس حضرت عائشہؓ نے توجہ دلائی کہ یا رسول اللہ! آپؐ نے سنا نہیں کیا کہا تھا اس نے؟ اس نے کہا تھا **السّــام علیکم**۔ آپؐ نے فرمایا تم نے نہیں سنا جو مَیں نے کہا تھا۔ مَیں نے ’وعلیکم‘ نہیں کہا ’’علیکم‘‘ کہا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب الدعا علی المشرکین بالضریمۃ والزلزلۃ) تو آنحضور ﷺ کا دستور تو یہ تھا کہ ہر کس و ناکس کے سلام کے جواب میں اس کو سلام کہا کرتے تھے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور دولت مند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نہ کرے اور اس کو بندگانِ خدا کی خدمت میں صَرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیرِ کثیر کا وارث ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۴۳۹)

کشتیٔ نوح میں دو چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں:

> ’’امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔‘‘
> (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

پھر فرماتے ہیں:

> ’’اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔‘‘
> (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

پھر ملفوظات میں آپؑ کا یہ ارشاد درج ہے۔ فرمایا:

> ’’وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ‘‘
> (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۲۸)

یہ اللہ تعالیٰ کا آپؑ کو الہام تھا کیونکہ بکثرت لوگوں نے آپ کے پاس آنا تھا اور حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے تھکتے نہیں تھے۔اتنی محنت کی ہے،اتنی محنت کی ہے کہ روح دل کی گہرائیوں سے آپ کو دعائیں دیتی ہے۔اکیلے نے کتنے بوجھ اٹھائے۔عام تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ اتنی تصنیفات،اتنے کام اور خود اپنے ہاتھ سے سب کئے۔پھر غریبوں کی خدمت کرنا،غریبوں کے لئے جو باہر سے آئے ہوئے مہمان ہیں ان کے لئے چارپائیاں تک اپنے ہاتھ سے بنانا اور بنوانا۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدمت کا ہر حق ادا کیا اور غریبوں کے لئے آپ کے گال بھی کبھی نہیں پھولے،نہ ان سے آپ تنگ آئے۔آپ نے یہ روایت تو بارہا سنی ہو گی کہ میاں نظام دین ایک غریب انسان تھے۔جب مسجد میں کھانا دیا جارہا تھا تو سب امیروں کو تو کھانا تقسیم ہوا اور آخر پر جاکر میاں نظام دین کی باری تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سالن اٹھا کر ان کے پاس پہنچ گئے۔فرمایا:آؤ نظام دین تم اور مَیں مل کر کھاتے ہیں۔پس یہ ہے شفقت علی الناس جو دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہے اور اسی پر اللہ کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں۔اسی ضمن میں فرمارہے ہیں:

> ’’امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے۔اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بے چارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں‘‘۔(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۷۰،۷۱)

پھر فرماتے ہیں:

> ’’میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔
>
> نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔مَیں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا خُلق کرنا بھی ایک موت ہے۔مَیں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کرے تو وہ اس کے پیچھے

پڑ جاوے۔ مَیں تو اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے“۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بارہا ایسے واقعات گزرے ہیں کہ ایک دشمن نے کھڑے ہو کر آپ کو انتہائی گندی گالیاں دیں لیکن آپ کے چہرہ پر تیوری تک نہ آئی۔ بڑے تحمل سے ان گالیوں کو سنتے رہے اور ایسے ہی واقعات کے نتیجہ میں بہت سے دل بدلائے گئے اور کئی دوست جو باہر سے دشمنی لے کر آئے تھے، عناد لے کر آئے تھے، آپؑ کے اخلاق کریمانہ کے نتیجہ میں بالکل تبدیل ہو کر گئے اور آپؑ کے عُشاق میں داخل ہو گئے۔ یہی وہ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا جس کے نتیجہ میں قرآن شریف میں آتا ہے کہ آپؐ اپنے دشمنوں کے دلوں کو ایسا تبدیل کر دیا کرتے تھے کہ جو آپؐ کے خون کے پیاسے تھے وہ آپؐ پر خون بہانے والے، خون نثار کرنے والے دوست بن گئے تھے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ان اخلاق کریمانہ سے استفادہ کرے گی۔

اب میں خطبہ ختم کرنے سے پہلے ضمناً یہ بتا دیتا ہوں کہ تمام احباب جماعت عالمگیر کی خدمت میں عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یہ عرض ہے کہ اس موقع پر جنہوں نے مجھے عید کارڈز بھیجے ہیں، فیکسز بھیجی ہیں، خطوط اور فون کے ذریعہ عید مبارک کے پیغامات دئے ہیں ان سب کے پیغام نام بنام میں نے پڑھے یا سنے اور میں بھی ان سب کو عید مبارک پیش کرتا ہوں کیونکہ جواباً اس کثیر تعداد میں ان لوگوں کو عید مبارک لکھنا ممکن نہیں ہے اور اَور بھی بہت سے ایسے کام ہیں جس کی وجہ سے یہ بہت بڑا کام ہے۔ تو اب میں اس خطبہ کے ذریعہ ان سب کو عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ اب جب آخری دعا ہو گی اس میں مَیں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اسیرانِ راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے بھی دعا کریں اور دعا کریں کہ شہداء اور ان کے بچوں کا خدا خود کفیل ہو اور ان کو بندوں کا محتاج نہ کرے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد دعا سے قبل فرمایا:

آخر پر خطبہ کے بعد دعا ہوا کرتی ہے۔ گو اس کا پہلے تو کوئی قطعی ثبوت نہیں ملا کہ اس طرح خطبہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا ہوا کرتی تھی مگر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ ایک مسلّمہ طریق ہے کہ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر بھی سب لوگ دعا میں شامل ہو جاتے ہیں پس اس طریق کو مَیں جاری رکھوں گا۔

اب ان سب کے لئے دعائیں کریں جن کا ذکر رمضان کی آخری دعا میں ہو چکا ہے۔ وہ لمبی فہرست ہے اس کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ حسب سابق خصوصاً ربوہ اور دوسری جماعتوں کے لوگ بھی اپنے غریب بھائیوں کی عید بنانے کے لئے جائیں گے۔ ان کی عید بنائیں گے تو اپنی عید مناسکیں گے۔ ان کے گھروں میں داخل ہوں، ان کی صفائیاں کریں، ان کے ساتھ شامل ہوں۔ غریب کا دل بہت بڑا ہوتا ہے جب وہ امیر بھائی کو اپنے پاس آتا دیکھتا ہے تو وہی خوشی اس کی عید بنا دیتی ہے۔ پس آپ اپنے بھائیوں کی عید بنائیں۔ اللہ آپ کو اپنی عید منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ انشاء اللہ اس کے بعد مَیں کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف جاؤں گا پھر واپس یہاں مصافحہ کے لئے بعد میں آؤں گا اور مصافحہ کے بعد غالباً اتنا وقت ہو چکا ہوگا کہ نماز ظہر وعصر یہیں جمع ہو جائے گی۔ اسکے بعد پھر آپ کے پاس کھانے کے لئے کھلا وقت ہوگا۔ جن کو میں نے اپنے ہاں دعوت دی ہوئی ہے وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ نماز ظہر اور عصر یہاں اکٹھی جمع ہونگی۔ اس کے بعد وہ بھی ہمارے ہاں کھانے کے لئے تشریف لے آئیں۔ آیئے اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔